الایام: مجلس برائے تحقیق اسلامی تاریخ وثقافت، کراچی جلد:۳،شمارہ:۲، جولائی۔دسمبر۲۰۱۲ء

بیعتِ رضوان......ایک کثیر الجہتی واقعہ

(مسلم امہ کی موجودہ زبوں حالی کے تناظر میں)

محمد شکیل صدیقی

Bayt Rizwan: A multi dimentional event

Muhammad (PBUH) was the messenger of Allah and as such all his energies were focussed on one point; that the people should shed ignorance and enter the fold of Islam. This was the be-all and end-all of his struggle, the very alpha and omega of his aspirations. He adopted all possible measures to promote this cause. He tried to preach and win adherents to his cause, to defend it against the attacks of the enemy, if need be, enter into treaties and agreements. The use of the sword was not the only means adopted by him, but so many other peaceful measures were also adopted in order to awaken the minds of the people to the Truth with which he had been send by Allah. Bayt Rizwan and the treaty of Hudaybiyah (Sixth year of Hijra) are important phase of the prophet's all-round struggle for the propagation of Islam.

تعارف:

سیرت کے واقعات میں ''معاہدہ حدیبیہ'' ۱؎ ایک اہم ترین واقعہ ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ

اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کی ایک مکمل سورہ اس سے منسوب ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس واقعہ کو ''فتح مبین'' قرار دیا ہے۔ ٢ سیرت نگاروں نے بھی اس واقعہ کو موضوع سخن بنایا اور حضور ﷺ کی حکمت ودانش کی تحسین کرتے ہوئے صلح حدیبیہ کو آپ ﷺ کی سیاست خارجہ کا شاہکار قرار دیا۔ ٣ یہ ایک حقیقت ہے کہ معاہدہ حدیبیہ اگر ایک طرف انسانیت کے سب سے بڑے محسن ﷺ کی قائدانہ و مدبرانہ بصیرت و بصارت کا مظہر ہے تو دوسری طرف معاہدہ آنے والے دنوں میں اسلامی تحریک اور اسلامی انقلاب کی فتح ونصرت کی نوید ثابت ہوا۔ ٤ تاہم معاہدہ حدیبیہ سے قبل یعنی اس واقعہ کے آغاز اور معاہدہ کو ضبط تحریر میں لانے تک جو واقعات پیش آئے وہ بھی نہایت ایمان افروز اور سبق آموز ہیں۔ ٥ جو بلاشبہ تفصیلی مطالعہ کے متقاضی ہیں۔ان واقعات میں سے ایک واقعہ بیعت رضوان ٦ کا بھی ہے اس واقعہ کی بنیادی اہمیت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معاہدہ حدیبیہ کے ساتھ قرآن مجید میں بیعتِ رضوان کا بھی ذکر کیا تاہم سیرت نگاروں نے بیعت رضوان کا سرسری ذکر کیا ہے اور محض اس کی واقعیت کے بیان پر اکتفا کیا درآں حالیکہ اپنے موقع ومحل اور ماحول وفضاء کے اعتبار سے یہ واقعہ بھی تفصیلی تجزیہ کا متقاضی تھا۔زیر نظر مقالے میں بیعت رضوان کی کثیر الجہتی اہمیت اور اس کے اثرات ونتائج کا تجزیہ مسلم اُمہ کی حالیہ زبوں حالی کے تناظر میں پیش کیا جارہا ہے۔

واقعات:

بیعتِ رضوان سے متعلق جو واقعات پیش آئے انہیں بہ لحاظ ترتیب ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

(١) یکم ذیقعدہ ٦ ھ کو بوحی الٰہی ١٤ سو سے ١٦ سو مسلمان مدینہ سے آنحضرت ﷺ کی قیادت و رہنمائی میں عمرہ وزیارت کعبہ کے لیے قربانی کے ستر اونٹوں، بغیر اسلحہ جنگ، سوائے نیام میں موجود ایک تلوار کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ٧

(٢) قریش کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے عہد کیا کہ وہ مسلمانوں کو کسی قیمت پر مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے اور جنگ کی تیاری کا آغاز کردیا۔دوسو گھڑسواروں کا ایک دستہ خالد بن ولید کی کمان میں ذوطویٰ کے مقام پر تعینات کردیا۔ ٨

(٣) حضور ﷺ نے تصادم اور محاذ آرائی سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور آسان راستہ اختیار

کرنے کے بجائے دشوار راستہ اختیار کیا اور قریش کے جارحانہ اور بے لچک رویہ پر دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے انہیں یہ یقین دلانے کی کوششوں کا آغاز کیا کہ ان کا ارادہ مکہ پر قبضہ ہے نہ جنگ ہے۔ ۹

(۴) حدیبیہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے امن اور مفاہمت کا راستہ اختیار کیا مگر قریش نے اشتعال اور محاذ آرائی کا فیصلہ کیا اس دوران قریش اور مسلمانوں کے درمیان سفارت کاری اور ایلچیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی جاری رہا، بنوخزاعہ کے سردار بدیل بن ورقاء نے ایک وفد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی آپ ﷺ نے اپنی آمد و ارادے سے مطلع کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا ارادہ محض عمرہ ادا کرنے کا ہے ہم اس کے مناسک سے فارغ ہو کر مدینہ لوٹ جائیں گے۔ بدیل نے حضور ﷺ کو قریش کے مذموم عزائم سے مطلع کرتے ہوئے بتایا کہ قریش نے اس بات کا عہد کر لیا ہے کہ وہ مسلمانوں کا ہر قیمت پر حرم میں داخلہ روکیں گے اور وہ لڑنے مرنے کے لیے آمادہ اور برسر پیکار ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے قریش کے مذموم عزائم کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میرا ارادہ جنگ کا نہیں ہے لیکن قریش کو محاذ آرائی کے باعث ہزیمت اور نقصان اٹھانا پڑا ہے وہ اگر میرے اور عرب کے درمیان حائل نہ ہونے کی کوئی مدت طے کر لیں تو میں قرابت داری کی محبت کے تحت ان کے ساتھ سمجھوتہ کے لیے تیار ہوں لیکن اگر وہ ہم پر جنگ مسلط کریں گے تو مجبوراً ہمیں بھی اپنی تلوار بے نیام کرنی پڑے گی اور وہ ہمیں اس کے لیے تیار پائیں گے۔ ۱۰

(۵) بدیل بن ورقاء حضور ﷺ سے ملاقات کے بعد مکہ روانہ ہوا تاکہ سرداران قریش کو اس صورتحال سے آگاہ کر سکے ابھی ورقاء نے ملاقات کی تفصیلات بتانے کا آغاز ہی کیا تھا کہ عکرمہ بن ابوجہل اور حکم بن العاص نے مداخلت کی اور کہا کہ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ تم کیا خبر لائے ہو البتہ ان کو ہمارا پیغام پہنچا دو کہ جب تک ہم میں ایک شخص بھی باقی ہے مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اس پر قبیلہ ثقیف کے سردار عروہ بن مسعود ثقفی نے سرزنش کی اور کہا کہ اس طرح کے جذباتی فیصلہ کرنے والی قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی پھر بدیل کو پوری گفتگو کا موقع دیا عروہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ محمد ﷺ نے اچھی پیشکش کی ہے جس کو قبول کر لینا چاہیے، جبکہ قریش کے دیگر سردار سمجھوتہ کی پیشکش کو مسلمانوں کی کمزوری پر محمول کرتے ہوئے جارحانہ روش پر قائم رہے۔ ۱۱

(۶) احابیش کے سردار حلیس بن علقمہ نے صورتحال کا بچشم خود جائزہ لینے کا فیصلہ کیا اور حدیبیہ کا قصد کیا حضور ﷺ سے ملاقات کی اس نے مسلمانوں کو احرام کی حالت میں قربانی کے جانوروں کے ساتھ دیکھا

تو اسے یقین آ گیا کہ مسلمانوں کا ارادہ جنگ اور مکہ پر قبضہ نہیں بلکہ عمرہ وزیارت ہے۔ چنانچہ ڈیڑھ ہزار انسانوں کو مناسک عمرہ اور ہدی کے جانوروں کو بیت اللہ کی نذر سے روکنا مذہبی رواداری کے خلاف ہے، حلیس نے واپس مکہ پہنچ کر اپنے احساسات ومشاہدات سے سرداران قریش کو آگاہ کیا لیکن انہوں نے اسے حلیس کی سادہ لوحی پر محمول کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑایا جس سے حلیس بپھر گیا اور خبردار کیا کہ ہم نے تمہارے ساتھ ہو کر لڑنے کا معاہدہ اس لیے نہیں کیا کہ تم کسی کے بیت اللہ کی تعظیم میں مزاحم بنو۔ بخدا، تمہیں محمد ﷺ کو عمرہ کی اجازت دینا ہوگی ورنہ میں اپنا ایک ایک سپاہی لے کر تم سے علیحدہ ہو جاؤں گا [١٢] حلیس کے اس ردعمل سے قریش متفکر ہوئے اور حلیس کو مذاکرات اور مفاہمت کا یقین دلا کر جذبات کو ٹھنڈا کیا۔

(٧) بدلتی ہوئی صورتحال میں قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کے ذریعے مذاکرات کا راستہ تو اختیار کیا لیکن اس کا انداز دھونس اور دھمکی کا تھا۔ نبی ﷺ سے ملاقات میں عروہ نے مسلمانوں کو قریش کی جنگی تیاریوں سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی تاہم یہ مشورہ بھی دیا کہ حضور ﷺ قومی وخاندانی رشتہ وتعلقات کی بنیاد پر قریش کو اپنی آمد کے پرامن ہونے کا یقین دلانے کے لیے اپنا کوئی نمائندہ قریش کے پاس بھیجیں۔ [١٣]

(٨) حضور ﷺ نے قریش کے متعدد وفود کو اپنی آمد کے مقاصد کا یقین دلانے کی کوشش کی بعد ازاں خراش بن امیہ خزاعی کو اپنا ناقہ دے کر قریش کے پاس روانہ کیا تا کہ وہ مکہ جا کر حدیبیہ آنے کے مذکورہ پرامن مقصد سے آگاہ کریں مگر قریش نے انہیں قتل کی کوشش کی لیکن وہ اپنی جان کر بچا کر بحفاظت واپس آ گئے۔ [١٤]

(٩) دوسری جانب قریش نے پے در پے اشتعال انگیز چھاپہ مار کاروائیاں جاری رکھیں لیکن ہر بار منہ کی کھانا پڑی۔ حضور ﷺ نے ان چھاپہ مار کاروائیوں کے جواب میں خیرسگالی کا ثبوت دیا اور گرفتار شدگان کو رہا کر دیا۔ [١٥]

حضرت عثمانؓ کی سفارت اور قتل کی افواہ:

اس صورتحال میں حضور ﷺ نے اتمام حجت کے لیے حضرت عمرؓ کو طلب کیا اور انہیں قریش کے پاس پیغام پہنچانے کے لیے کہا [١٦] کہ وہ قریش کو جا کر بتائیں کہ ہم بیت اللہ کی عظمت کی بناء پر اس کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ انہیں قریش کی جانب سے جان کا خطرہ ہے کیونکہ ان کی دشمنی مسلم ہے اور ان کے

قبیلے یعنی بنو عدی کا کوئی شخص اس وقت وہاں موجود نہیں جو خطرے میں ان کے کام آسکے حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کا نام تجویز کرتے ہوئے کہا کہ اس کام کے لیے وہ بہتر رہیں گے کیونکہ ابوسفیان کے علاوہ بنوامیہ کے کئی دوسرے لوگ اونچ نیچ میں ان کی حفاظت کرسکتے ہیں۔

آنحضرتﷺ کو حضرت عمرؓ کا مشورہ پسند آیا چنانچہ آپﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اپنا سفیر بنا کر قریش کے پاس مکہ روانہ کیا۔ حضرت عثمانؓ نے ابوسفیان سمیت سرداران قریش کو سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن انہوں نے کہا کہ وہ اس سال کسی قیمت پر مسلمانوں کو عمرہ کی اجازت نہیں دے سکتے تاہم قریش نے حضرت عثمانؓ کو پیشکش کی کہ ان پر ایسی کوئی پابندی نہیں وہ اپنے مناسک ادا کرسکتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے اس پیشکش کو یہ کہہ کر مسترد کردیا کہ جب پیغمبرﷺ کو عمرہ سے روکا جارہا ہے تو وہ ان کے بغیر عمرہ نہیں کریں گے۔ ۱۷ مسلّمہ روایات کے مطابق قریش نے حضرت عثمانؓ کو قید کرلیا اور حدیبیہ میں مسلمانوں میں یہ افواہ پھیلادی کہ عثمانؓ کو مکہ میں قتل کردیا گیا ہے۔ ۱۸

بیعتِ رضوان:

حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر مسلمانوں کے کیمپ میں پہنچی تو اضطراب، اشتعال اور انتقام کی لہر پھیل گئی جو ایک فطری ردعمل تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حضورﷺ کی حدیبیہ آمد کے بعد سے قریش نے جو جارحانہ اور اشتعال انگیز طرزعمل اختیار کیا، حضرت عثمانؓ کے قتل کی اطلاع اس کا نقطۂ عروج تھا، یقیناً اب بہت ہوچکا تھا، حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر معمولی واقعہ نہ تھا۔ یہ عرب روایات اور سفارتی آداب کے منافی تھا۔ چنانچہ حضورﷺ نے مسلمانوں میں پیدا ہونے والے ہیجان واشتعال کو قابو میں رکھنے اور خون عثمانؓ کا انتقام وبدلہ لینے کے لیے کیکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لینا شروع کی یہ ایک متعین بیعت تھی جس میں مسلمانوں نے حضور اکرمﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عہد کیا ''وہ قتل عثمانؓ کا انتقام لیئے بغیر مکہ سے نہیں جائیں گے اور اس کے لیے اپنی جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے''۔ حضورﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ پر رکھ کر حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی۔ ۱۹

بیعت کے بعد حضرت عثمانؓ بحفاظت حدیبیہ مسلمانوں کے کیمپ پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ بیعت کے واقعہ کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو کی قیادت میں ایک وفد آنحضرتﷺ کے پاس

حدیبیہ بھیجا، ۲۰ مذاکرات کا آغاز ہوا اور تفصیلی بحث و تمحیص کے بعد ایک صلح نامہ کی شرائط طے کی گئیں اور اسے ضبط تحریر میں لایا گیا جو تاریخ میں صلح حدیبیہ کے نام سے معروف ہے۔

بیعتِ رضوان کی اہمیت، اثرات ونتائج:

(۱) بیعت رضوان عہد رسالت ﷺ کا مہتم بالشان ۲۱ اور کثیر الجہتی اہمیت کا حامل واقعہ ہے۔ یہ واقعہ اہل ایمان کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے غیر متزلزل صدق واخلاص اور وفاداری اور محبت کا اظہار ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس واقعہ پر اپنی رضامندی اور مسلمانوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

> ''اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب کہ وہ تم سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے، تو اللہ نے ان کے دلوں کا حال جان لیا تو اتاری ان پر طمانیت، اور ان کو ایک عنقریب ظاہر ہونے والی فتح سے نوازا''۔ (الفتح:۱۸)

(۲) یہ بیعتِ رضوان ہی کا نتیجہ تھا کہ اہل مکہ اور سرداران قریش نے مسلمانوں کے عزم بالجزم سے خوفزدہ ہوکر بات چیت کا آغاز کیا ۲۲ جو معاہدہ حدیبیہ پر منتج ہوا اس اعتبار سے بیعت رضوان کو حدیبیہ کے معاہدے کا دیباچہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اصل میں قریش کو مسلمانوں کی جرات وشجاعت کا اندازہ تھا اور وہ اس کا مشاہدہ وتجربہ بدر، احد اور احزاب کی جنگوں میں کر چکے تھے قریش نے بیعت رضوان سے بجاطور پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر بیعت کے مطابق مسلمان حضور ﷺ کی قیادت میں برسرپیکار ہوئے اور کسی نے مزاحمت کی تو وہ یقیناً قتل کر دیے جائیں گے اور جو مرد وزن سرِ تسلیم خم کریں گے وہ غلام اور کنیز بنا لیے جائیں گے۔ ۲۳ اس سے بھی بڑا اندیشہ قریش کو یہ تھا کہ حرمت والے مہینے میں جنگ وجدال اور عمرہ وزیارت سے مسلمانوں کو مکہ آنے سے روکنے کی پاداش میں شکست ہوئی تو عرب کے دلوں سے ان کے سیاسی ومذہبی قیادت کا رعب ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔

(۳) حدیبیہ میں دس سے بیس روز ۲۴ تک کے واقعات ایک شدید اعصابی کشمکش بھی تھی اور اس کشمکش میں اسلامی تحریک کو سرخروئی حاصل ہوئی۔ بیعت رضوان سے قبل کے واقعات اور بیعت رضوان میں سرفروشی اور جانثاری کے عہد نے قریش کو ہزیمت اور پسپائی پر مجبور کر دیا۔ ۲۵ اس واقعہ میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ بیک وقت صبر واستقلال اور عزیمت واستقامت کا مجسم پیکر ثابت ہوئے

جو اسلامی تحاریک کی قیادت اور کارکنوں کے لیے قابل تقلید نمونہ ہے۔

(۴) بیعت رضوان کے موقع پر مسلمانوں کا قریش سے انتقام کا فیصلہ اعلانیہ جنگ کے مترادف تھا، یہ ایک انتہائی جرأت مندانہ فیصلہ تھا اپنے گھر اور مرکز سے میلوں دور دشمن کے دروازے پر اعلان جنگ معمولی فیصلہ نہ تھا اس واقعہ نے ایک بار پھر اس اصول کی صداقت کو ثابت کر دیا کہ جنگ مجرد مادی طاقت وقوت سے نہیں بلکہ جذبہ جہاد اور شوق وشہادت سے لڑی اور جیتی جاتی ہے یہ امر قابل غور ہے کہ اگر مسلمان حضرت عثمانؓ کے قتل کی افواہ پر کسی مصلحت اور کمزوری کا مظاہرہ کرتے تو کیا ہوتا؟ یقیناً قریش اپنے طے شدہ منصوبے میں کامیاب ہوجاتے۔ ۲۶

(۵) امن اور مفاہمت اور مصالحت ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کا اصول اور پالیسی رہی ہے انہوں نے حتی الامکان جنگوں سے گریز کیا ہے۔ ۲۷ جیسا کہ حدیبیہ میں اس کا عملی مظاہرہ دیکھنے میں آیا ہے لیکن مسلمانوں کی تاریخ یہ بھی ہے کہ وہ امن وسلامتی اور مفاہمت ومصالحت کو اپنی کمزوری نہیں بننے دیتے اور جب جب دشمنان اسلام نے مسلمانوں کے اس مثبت اور تعمیری طرز عمل کو غلط رنگ دینے کی کوشش کی اور کمزوری پر محمول کرتے ہوئے منفی اقدام کیئے تو انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ حدیبیہ میں مسلمانوں کی مستقل عفوو درگزر کی پالیسی کو قریش نے ان کی کمزوری سمجھ لیا تھا جس کا جواب بیعت رضوان میں دے دیا گیا۔

(۶) اس مفاہمانہ پالیسی کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ اہل ایمان کی نظر اپنے مشن اور مقاصد پر ہوتی ہے نبی ﷺ جنگ اور تصادم کے بغیر صلح ومفاہمت کے ذریعے جو اعلیٰ مقاصد (توسیع دعوت اور اسلامی ریاست) حاصل کرنا چاہتے تھے وہ امن کے بغیر ممکن نہ تھا دوسری طرف قریش جارحانہ طرز عمل کے ذریعے مسلمانوں کو مشتعل کر کے جنگ پر مجبور کر کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے پیغمبر اسلام ﷺ کی مومنانہ اور قائدانہ بصیرت اور دور اندیشی نے قریش کے حربوں اور ہتھکنڈوں کو ناکام بنادیا۔

(۷) بیعت رضوان کا ایک سیاسی پہلو بھی ہے، حضرت عثمانؓ ریاست مدینہ کے سفیر تھے ان کی ذاتی حیثیت سے زیادہ سیاسی حیثیت اور اہمیت تھی یہ مدینہ کی اسلامی ریاست کی عزت ووقار کا بھی مسئلہ تھا قتل عثمان کی افواہ پر مسلمان اگر کسی کمزوری یا مصلحت کا مظاہرہ کرتے تو اس کا براہِ راست اثر ریاست مدینہ کی ساکھ پر پڑتا بیعت رضوان کے واقعہ نے ریاست مدینہ کی آزادی وخودمختاری پر حرف نہ آنے دیا۔

(۸) بیعت رضوان کا ایک اور پہلو قومی وملی غیرت وحمیت کا بھی ہے حضرت عثمانؓ ریاست مدینہ کے

شہری اور سفیر تھے ان کے قتل پر خاموشی قومی وملّی غیرت حمیت پر سمجھوتہ کے مترادف شمار کیا جاتا بیعت رضوان میں اسلامی ریاست کے قائد محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب نے اپنے ایک شہری کی جان اور اپنے سفارت کار کے قتل کے واقعہ کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ اس کے لیے لڑنے مرنے کا عزم کیا یقیناً یہ مثال قوموں کی عزت تکریم اور غیرت وحمیت اور خودداری کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔

(۹) بیعتِ رضوان کو عملاً مسلم اُمہ کے موجودہ حالات کے تناظر میں بھی مطالعہ کی ضرورت ہے صورتحال یہ ہے کہ ہر طرف سے طاغوتی اور استعماری طاقتیں مسلمانوں پر حملہ آور ہیں مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے افغانستان، پاکستان، کشمیر اور فلسطین میں طاغوتی طاقتیں، امریکا، بھارت اور اسرائیل خونِ مسلم سے ہولی کھیل رہی ہیں، مسلمانوں کی آزادی، خودمختاری اور سلامتی پر حملے کیے جارہے ہیں حتی کہ بے گناہ معصوم شہریوں اور خواتین کو بھی نشانہ بنایا جارہا ہے مسلمانوں کی اس زبوں حالی کی بنیادی وجہ اس کے سوا کوئی اور نہیں کہ ان کی قیادت دینی وملی غیرت وحمیت سے عاری ہے کسی مسلم حکمراں میں یہ جرأت نہیں کہ وہ طاغوت کی جارحیت کے خلاف آواز بلند کرسکے۔ ان کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرسکے۔ مسلم حکمران بزدلی، خوف اور اپنے نفس کے غلام بنے ہوئے ہیں، ان کی زندگی کا مقصد اقتدار اور صرف اقتدار ہے انہیں اپنے عوام کی طاقت پر بھروسہ نہیں ہے۔ اب تو طاغوتی طاقتوں کا یہ معمول اور کھیل ہوگیا ہے کہ وہ اعلانیہ مسلمانوں کے عقائد اور شعائر اسلامی پر حملہ آور ہورہے ہیں۔ حالیہ برسوں میں ایک بار نہیں متعدد بار توہین رسالت ﷺ کا ارتکاب کیا گیا ہے لیکن مجال ہے کہ مسلمان حکمرانوں نے مغرب اور یورپ کی اس وریدہ دہنی کے خلاف کوئی آواز بلند کی ہو۔ یہ اس خاموشی اور بے عملی ہی کا نتیجہ ہے ابھی چند روز قبل (۱۱رستمبر ۲۰۱۲ء) کو ایک امریکی فلمساز نے بھی توہین رسالت ﷺ کا ارتکاب کیا ہے۔ مسلم حکمرانوں کی یہ مصلحت کوشی خود ان کے اپنے مفاد میں نہیں ہے۔ ۲۸

بیعتِ رضوان ایمانی اور روحانی جذبات کا آئینہ دار اور دینی وملّی غیرت وحمیت کا منفرد واقعہ اور قابلِ تقلید نمونہ ہے، سیرت رسول ﷺ ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے اس کا ہر واقعہ ہماری عزت و افتخار، عظمت و سربلندی اور قوت و طاقت کا ذریعہ ہے۔ آج مسلم اُمہ بیعتِ رضوان سے خودی اور خودداری کا درس و نصیحت حاصل کرکے اپنی زبوں حالی کو خوشحالی میں تبدیل کرسکتی ہے۔

اسناد و حواشی:

۱۔ اس معاہدے کی نسبت ''حدیبیہ'' کا ایک مقام ہے جو جدہ سے مکہ جانے والی شاہراہ پر واقع ہے۔ جہاں سے حدود حرم شروع ہوتی ہے اب اسے شمیسی کہتے ہیں مکہ سے اس کا فاصلہ تقریباً ۱۳ میل ہے۔ (مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور ۱۹۷۸ء، ج: ۵، ص: ۳۶)

۲۔ اے نبیؐ، ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی۔ (الفتح: ۱)

۳۔ حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص: ۱۵

۴۔ معاہدہ حدیبیہ کے فوائد کے متعدد پہلو ہیں جو مستقبل میں اسلامی تحریک کی کامیابی اور انقلاب اسلامی کا پیش خیمہ ثابت ہوا ان میں ایک یہ ہے کہ قریش نے معاہدہ کر کے پہلی بار اسلامی مقبوضات پر مسلمانوں کے اقتدار کو تحریری طور پر تسلیم کرلیا، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے زیارت بیت اللہ کے حق کو تسلیم کیا تیسری خصوصیت یہ ہے کہ جنگ بندی سے مسلمانوں کو امن میسر آیا اور انہوں نے اسلام کی دعوت و تبلیغ اور استحکام ریاست پر اپنی بھرپور توجہ مرکوز کر دی جس سے اسلام کی قوت میں اضافہ ہوا، چوتھی خصوصیت یہودیوں کی ریشہ دوانیوں کے استیصال کا یکسوئی کے ساتھ خاتمے کا موقع مل گیا معاہدہ حدبیہ کا حتمی اور فیصلہ کن نتیجہ انقلاب مکہ کی شکل میں سامنے آیا۔ (ایضاً، ص: ۴۰، ۴۱)

۵۔ حضور اکرم ﷺ کی جانب سے کعبۃ اللہ کی زیارت کا اعلان و فیصلہ اس اعتبار سے ایک اچنبھے سے کم نہ تھا کہ ظاہری اسباب اس کی اجازت نہ دیتے تھے لیکن وہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر کامل ایمان رکھتے تھے انہیں اس امر کی کوئی پروانہ تھی کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ ان کے لیے بس رسول ﷺ کا اشارہ حکم تھا اس خطرناک سفر پر ۱۴ سو مسلمان جانے کے لیے تیار ہو گئے اس معاہدے کو اختتام تک قریش کی جانب سے اشتعال انگیز واقعات کے علاوہ خود معاہدے پر مسلمانوں کے داخلی ردعمل پر حضور ﷺ کا صبر و ضبط اور عین معاہدہ لکھے جانے کے وقت سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل کا مسلمانوں کے پاس اس حالت میں آنا کہ پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور جسم پر تشدد کے نشان اور حضور ﷺ سے قید سے رہائی کی دہائی ایسا دلخراش اور ناقابل برداشت منظر تھا کہ صحابہ کرام کے لیے ضبط کرنا مشکل ہو گیا ابھی معاہدہ ضبط تحریر میں نہیں آیا تھا لیکن اس کی شرائط طے پا چکی تھیں اس لیے سہیل بن عمرو نے اپنے لڑکے کی واپسی کا مطالبہ کیا تو حضور ﷺ نے اس کی حجت تسلیم کرتے ہوئے ابو جندل کو ظالموں کے حوالے کر دیا جو بلاشبہ قول و قرار کی انسانی تاریخ میں ایک منفرد نظیر ہے۔ معاہدے سے فارغ ہونے کے بعد حضور ﷺ نے حلق کر دیا اور احرام کھول دیا لیکن مسلمان رنج و غم اور شکستگی جیسی کیفیت میں تھے کہ انہوں نے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کی یہ عہد رسالتؐ کا پہلا موقع

تھا جس کا حضور ﷺ کو سخت صدمہ ہوا لیکن آپ ﷺ نے اس نازک موقع پر صبر و ضبط کا دامن نہ چھوڑا۔ (ایضاً، ص: ۳۵، ۴۱)

٦۔ بیعتِ رضوان کو مفسرین نے بیعت علی الموت اور بیعت الشجرہ بھی کہا ہے۔ ایضاً، ص: ۴۹

٧۔ اس کا محرک حضور اکرم ﷺ کا وہ خواب ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے ہیں اور وہاں عمرہ ادا فرمایا ہے مگر پیغمبر کا خواب محض خواب و خیال نہیں بلکہ وحی کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ فی الواقع اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے خواب کو سچا کر دکھایا۔

٨۔ قریش کے عزائم کی اطلاع حضور ﷺ کو آپ کے ایک مخبر نے دی تھی جسے آپ ﷺ نے قریش کے عزائم و ارادہ جاننے کے لیے پہلے ہی بھیج رکھا تھا اس نے آکر اطلاع دی کہ قریش پوری تیاری کے ساتھ ذوطویٰ کے مقام پر موجود ہیں اور وہ آپ ﷺ کا راستہ روک کر جنگ چھیڑ دیں گے، اس مقصد کے لیے خالد بن ولید کو کراع الغمیم پر دوسو سواروں کے دستے کے ساتھ تعینات کر دیا ہے اس اشتعال انگیز کاروائی کا مقصد مسلمانوں کی شہرت کو نقصان پہنچا کر عرب میں یہ مشہور کرنا تھا کہ مسلمان عمرہ کے لیے نہیں بلکہ جنگ کے لیے آئے تھے۔ (ایضاً، ص: ۳۲، ۳۷۔ ابن ہشام، بیعت رضوان کے واقعہ تفصیلات، حیات رسول امی از خالد مسعود سے آزادانہ استفادہ کیا گیا ہے)۔

٩۔ ابن ہشام

١٠۔ مسعود، خالد حیات، رسول امی۔ دار التذکیر، لاہور، ۲۰۰۳ء

١١۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ترجمہ پروفیسر کوکب شادانی، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۸۷ء، جلد: ۴، ص: ۵۸۳، ۵۸۴

١٢۔ ایضاً، ص: ۵۸۴

١٣۔ ایضاً، ص: ۵۸۵

١٤۔ ایضاً، ص: ۵۸۷

١٥۔ ایضاً، ص: ۵۸۷

١٦۔ حضرت عمرؓ کا انتخاب خالی از علت نہیں تھا قریش کی قدیم اور روایتی تقسیم کے لحاظ سے منصب سفارت کے لیئے بنو عدی کا انتخاب ہوتا تھا اس روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو جن کا تعلق قبیلہ عدی سے تھا، مکہ جانے کا حکم دیا۔ (حیات رسول امی، ص: ۴۲۷)

١٧۔ ایضاً، ص: ۴۲۷

١٨۔ البدایہ والنہایہ، ج: ۴، ص: ۵۸۸

١٩۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ترجمہ: کوکب شادانی، نفیس اکیڈمی کراچی، ج: ۴، ص: ۵۸۸

٢٠۔ حضورؐ نے سہیل بن عمرو کو آتے دیکھا تو فرمایا ''اس شخص کی آمد سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ مصالحت پر آمادہ ہیں''۔ ایضاً، ص:۵۸۹

٢١۔ خالد مسعود، حیات رسول اُمیؐ، دار التذکیر، لاہور ۲۰۰۳ء، ص: ۴۲۹

٢٢۔ معین الحق، سید ڈاکٹر، سیرت محمد رسول ﷺ، ترجمہ: رفیق الزماں زبیری، فضلی سنز، کراچی ۲۰۱۲ء، ص: ۴۵۷

٢٣۔ جیورجیو، کانسٹینٹ ورجل محمد پیغمبر اسلام ﷺ، ترجمہ: مشتاق حسین میر، ادارہ ترقی فکر، لاہور ۲۰۰۹ء، ص: ۳۳۹

٢٤۔ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے قیام پر مورخین میں اختلاف ہے تاہم یہ بات یقینی ہے مدت قیام بیس روز سے زیادہ نہیں ہے۔

٢٥۔ قریش جواب تک بات چیت پر بھی آمادہ نہ تھے تاہم بیعت رضوان کے بعد مذاکرات کے لیے ان کی آمادگی اور صلح حدیبیہ میں آئندہ سال عمرہ وزیارت کعبہ کی جازت اور حق تسلیم کرنے کو قریش کی پسپائی اور ہزیمت ہی سے تعبیر کیا جائے گا۔

٢٦۔ حضرت عثمانؓ کے قتل کی افواہ قریش ہی نے اڑائی تھی وہ اس کے ذریعے مسلمانوں کا ردِعمل دیکھنا چاہتے تھے۔ (حیات رسول امیؐ، ص: ۴۲۸، ۴۲۷)

٢٧۔ مسلمانوں کی عسکری تاریخ بالخصوص عہد رسالت میں غزوات وسرایا کے مطالعہ سے یہ اندازہ لگانا قطعی مشکل نہیں ہے کہ مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کے مطابق ہمیشہ امن اور مفاہمت کا راستہ اختیار کیا اور جیسا کہ خود حدیبیہ کے واقعے سے ثابت ہے۔

٢٨۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ صہونی اور صلیبی اور برہمنی استعمار مسلمانوں کے خلاف مسلسل جارحیت کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، امریکا نے حالیہ برسوں میں عراق اور افغانستان اور پاکستان پر جارحیت مسلط کی۔ اسرائیل مسلسل مظلوم فلسطینیوں کو مشق وستم بنائے ہوئے ہے اور کشمیر میں پانچ لاکھ بھارتی فوجیں مسلمان مرد اور عورتوں کے لہو سے ہولی کھیل رہی ہیں استعماری طاقتوں کا یہ ظالمانہ فعل درحقیقت پچاس سے زائد مسلم حکمرانوں کے باہمی اختلاف وانتشار، خودغرضی اور ہوس اقتدار کا نتیجہ ہے کہ آج خون مسلم کی ارزانی ہے۔

قرطاس کی تازہ پیشکش

المعارف

ابی محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری

مترجم: پروفیسر علی محسن صدیقی

نظر ثانی وتہذیب: ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

قرطاس

ابن قتیبہ دینوری (م ۲۷۶ھ/۸۸۹ء) عباسی عہد کے مشہور ادیب اور انشاء پرداز تھے۔ ان کا شمار عربی زبان وادب کے ممتاز فضلاء میں ہوتا ہے۔ انھوں نے مختلف علوم پر ۳۷ کے قریب کتب تحریر کیں جن میں سے چند کتب ہی ہم تک پہنچی ہیں۔

ابن قتیبہ کی تصانیف میں کتاب المعارف کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ یہ کتاب تاریخ اسلام کے وسیع پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے مثلاً تخلیق کائنات وتذکرہ انبیاء، انساب عرب، سیرت رسول اللہ، تذکرہ صحابہ، تابعین وتبع تابعین، خلفاء وسیاسی شخصیات کے تذکرے کے علاوہ نادر اور دلچسپ معلومات وغیرہ۔ کتاب المعارف کا اولین مکمل اردو ترجمہ پروفیسر علی محسن صدیقی (م۲۰۱۲ء) نے کیا جو اس سے قبل بھی عقائد کی چار مشہور کتابوں الفرق بین الفرق، الملل والنحل، عقائد مسلمین ومشرکین اور تاریخ اسماعیلیہ کا ترجمہ کر چکے تھے۔ کتاب المعارف کا ترجمہ اردو ادبیات اور تاریخ اسلام کے ذخائر میں ایک اہم اضافہ ہے۔

طبع اول: فروری ۱۹۹۹ء طبع ثانی: ۲۰۱۲ء

صفحات: ۶۲۳ (مجلد) قیمت: ۷۰۰

ISBN: 978-969-8448-01-2

قرطاس

پرنٹرز، پبلشرز اینڈ بک سیلرز

فلیٹ نمبر ۲، پہلی منزل، عثمان پلازا، بلاک ۱۳-بی، گلشنِ اقبال، کراچی-۷۵۳۰۰

فون: 34822480 (021) موبائل: 0321-3899909

ای میل: saudzaheer@gmail.com

ویب سائٹ: www.qirtas.co.nr